اغیار کا اعتراف

علّامہ راشد الخیری

اغیار کا اعتراف

صرف مسلمان ہی نہیں ہر انسان نگاہ بلند کرے اور سامنے دیکھے۔ موسوی عہد گزر چکا ' مسیحی دور ختم ہوا ' نبوت و رسالت کے جلوے اپنے اپنے رنگ دکھا کر فنا ہوئے ' اور وہ وقت آ گیا کہ آمنہؓ کے لالؐ کی رسالت کا نقارہ بجے۔ اعلان نبوت کوس لِمَنِ المُلک کی طرح دنیا میں گونج رہا ہے۔ آسمانی کتابوں کے ماہر' تلاش کے قدموں سے آگے بڑھ رہے ہیں ' اور تحقیق کی آنکھیں یتیم عبداللہ کے گھر مکّہ کا طواف کر رہی ہیں۔ آفتاب نصف النّہار پر ہے اور عرب کی قیامت خیز گرمی نے آفت برپا کر رکھی ہے۔ یروشلم کے دو یہودی توریت و زبور کے عالم ' جن کے دلوں کو آیاتِ ربّانی نے تعصب و کدورت سے صاف کیا تھا ' مکّہ کی سرزمین پر داخل ہوئے' اور اپنے ایک ہم مشرب و ہم مذہب یہودی بقّال کی دوکان پر ٹھہر کر کہا :

وہ شخص جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کہاں ہے ؟

میزبان بقال اپنے مہمانوں کے شوق کا استقبال بلند قہقہہ کی صدا میں کر رہا تھا ' کہ غل شور کی آواز کان میں آئی ' اور اجنبی سیاحوں کی آنکھوں نے دیکھا کہ آدمیوں کا غول چیختا چلاتا' ہوہا کرتا چلا آ رہا ہے۔ چشمِ زدن میں مجمع سر پر آ پہنچا تو معلوم ہوا سیاہ کمبل میں لپٹا ہوا ایک انسان بیچ میں ہے ' جس کے قدموں کو نبوت اور رسالت چوم رہی ہے۔ سر سے خون کے فوارے جاری ہیں ' لڑکے اور بچے ' بڈھے اور جوان چاروں طرف سے اس کے اوپر پتھر برسا رہے ہیں ' اور سرکنڈے مار رہے ہیں۔ یہودیوں کے دل تڑپ اٹھے ' ہمدردی کا جذبہ بلند ہوا ' اضطراب کی لہریں چہروں پر دوڑنے لگیں ' اور مکہ والوں کے ان مظالم پر لعنت کی بوچھاڑ کرتے ہوئے اٹھے ' تو بقّال نے کہا :

جس کی آرزو تم کو یہاں تک کھینچ کر لائی وہ محمدؐ یہی ہے۔

شوق حیرت سے بدلا اور تعجب کے آثار نمودار ہوئے' اور دل نے ' جس کی ہمدردی میں رحم شامل ہو چکا تھا ' فیصلہ کیا کہ آزمائش کا بہترین موقعہ ہے۔ یہ جگر خراش مظالم خالی جانے والے نہیں ' یہ خون رنگ لائے گا ' اور اگر دعویٰ سچا اور رسالت برحق ہے تو اس کی بددعا مکّہ کیا عرب کا کلیجہ توڑ دے گی ' اور عذابِ الٰہی ان ظالموں کا ناس کر دے گا۔

یہودی مجمع کے ساتھ آگے بڑھے۔ چند قدم چلے تھے کہ ایک پتھر نے سرکار کی پیشانی زخمی کی اور خون کی تللی جاری ہوئی۔ دونوں اس لیے کہ نتیجہ کی آرزو گدگدا رہی تھی اور دل مظالم پر رو رہا تھا ' قریب پہنچ کر تھرا اور کانپ رہے تھے ' کہ ان کے سامنے ایک عجیب سماں آیا۔ عبداللہ کا یتیم ' جس کے حمایتی قبروں میں جا پہنچے تھے اور جس کا کوئی والی وارث نہ تھا ' ٹھٹھکا ' کمبل کے دامن سے پیشانی کا خون پونچھ کر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے' اور کہا :

معبودِ حقیقی ! میری قوم کی غلطیوں کو معاف کیجیو۔ بے گناہ ہے اس نے ابھی تک مجھ کو پہچانا نہیں۔

استعجاب کا خون رگوں میں بجلی کی طرح دوڑا ' اور عقیدت نے جسم میں لرزہ پیدا کر دیا۔ فضائے شوروشغب میں ایک متفقہ چیخ یہودیوں کی بلند ہوئی ' اور دونوں سر' یہ کہتے ہوئے قدموں میں گرے :

لاریب تو رسولِ برحق ہے۔

زندگی کے اس خوشنما دربار میں اس ظلم و ستم پر نفس کو مغلوب کرنا ایسا معجزہ ہے کہ جس کا جواب دینے میں عفو وتحمل کے فرشتے خاموش ہیں۔ یہ رحم و کرم ' یہ ایثار و درگزر' عدیم النظیر ہے۔ جویائے حقیقت دریائے تاریخ میں لاکھ غوطے لگائے ' مگر یہ دُرِّ شہوار میسر نہیں آتا ' اور عقلِ سلیم گردن جھکا کر صرف اتنا کہتی ہے :

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

توسنِ قلم میدانِ تاریخ کو طے کر لینے کے بعد بیانِ سیرت میں سجدے کرتا ہوا آگے بڑھتا ہے ' اور متعجب ہوتا ہے کہ کیسے دل اور کیسے انصاف تھے ان لوگوں کے ' جنہوں نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر زندگی کی کش مکش نے ایمان نگلوا دیئے۔ جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ معمولی انسان نہیں پیغمبر ہے۔ مگر ایسے کینہ دوز اور سیاہ قلب تھے کہ دل کی حقیقت سے دماغ کو اور آنکھ کے تماشے سے زبان کو محروم رکھتے تھے۔

نضر کا اقرار

حجِ بیت اللہ کا وقت قریب ہے ' اور اس فکر نے قریش کی جان پر بنا دی ہے کہ لوگ دور دور سے آئیں گے اور اس پر ایمان لائیں گے۔ جلسے ہورہے ہیں ' مشورے کیے جا رہے ہیں ' اور تجویزیں سوچی جا رہی ہیں ' کہ کیا طریقہ اختیار کریں اور نووارد بھولے بھالے مسافروں کو کس جال میں پھنسائیں کہ منزلِ مقصود سے دور رہیں ' اور یہ بھنک کانوں میں نہ پڑے۔ وسیع پیانہ پر ایک عام جلسہ سب سے کٹر دشمن نضر بن حارث کی صدارت میں منعقد ہوا۔ یہ ان ملعونوں میں سے ایک ہے جو شب و روز قتل کے منصوبوں میں منہمک تھے۔ پتھر اس نے پھینکے ' گڑھے اس نے کھودے ' کانٹے اس نے بچھائے اور اوجھریاں اس نے ڈالیں۔ متفقہ تجویز ہوئی کہ زائرینِ بیت اللہ کے کانوں میں پہلے یہ بات ڈال دو اور یقین دلا دو کہ محمدؐ (نعوذباللہ) مجنون ہو گیا ہے' اور جھوٹا دعویٰ کرتا پھرتا ہے ' جب تجویز طے ہو چکی تو نضر نے کھڑے ہو کر کہا:

> بات وہ کرو کہ اپنے اوپر آنچ نہ آئے اور دنیا ہم کو نکّو نہ بنائے۔ مکّہ کی زمین پر آج تک کوئی شخص ایسا نہیں آیا جس کے کانوں نے تمہاری زبانوں سے محمدؐ کی تعریف نہ سنی ہو۔ تم نے ہمیشہ اس کی صداقت کا اقرار کیا اور سدا اس کی امانت کے گیت گائے۔ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے بچہ سے جوان ہوا اور اب سر میں سفید بال ہمارے سامنے نمودار ہو گئے ' مگر ہم نے یا ہم میں سے کسی نے آج تک کسی معاملہ میں اس کی لغزش دیکھی نہ سنی کہ تل کا پہاڑ بنا کر اس کو بدنام کر سکیں۔ ابتدا سے انتہا تک ' اور روزِ پیدائش سے اس وقت تک ' کہ نصف صدی سے زیادہ مدت گزر چکی ' اس کی عمر میں کوئی لمحہ ایسا نہیں ملتا جس پر حرف گیری ہو سکے اور لب کشائی کر سکیں۔ ہمارا یہ کہنا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے ' ہماری اپنی تذلیل و تضحیک ہے ' دنیا ہنسے گی اور لوگ مذاق اڑائیں گے اور مخلوق ہم کو مطعون کرے گی کہ کل تک جس منہ سے اس کی انسانیت کا کلمہ پڑھتے تھے آج اسی منہ سے اس کو جھوٹا کہتے ہو۔

نضر بن حارث دنیا سے اٹھ چکا ' اور اسلام کا وہ دور بھی ختم ہوا۔ مگر نضر کی تقریر اور حضور اکرمؐ کی صداقت و امانت کا یہ اقرار تاریخ میں چمک دمک رہا ہے ' اور بتا رہا ہے کہ اس سے بڑا معجزہ کیا ہوگا کہ اس دشمن کی زبان بھی جو ہر آزار کے درپے ' یہاں تک کہ قتل پر کمربستہ ہے ' اس طرح اعتراف کر رہی ہے کہ کیا دنیا کی کوئی تاریخ اور کوئی انسان اس کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اس کی زندگی اغیار کی تاریخ میں اس طرح چمک رہی ہے ۔ الفاظ دشمنِ جانی کے ہیں اور

تعریف عدوئے ازلی کی۔

قریش کا بدبخت گروہ جو ہر صبح اس امید پر شام ' اور ہر شام اس توقع پر صبح کرتا ہے کہ آج جھگڑا ختم اور پاپ کٹ جائے گا ' جب ہر طرح سے ناکام اور ہر طرف سے مایوس ہوا تو بدرجہ مجبوری ابوطالب کے پاس پہنچا' اور کہا کہ اب اس کا فیصلہ کیجیے اور اپنے بھتیجے کو منع کیجیے کہ وہ ہمارے خداؤں کے خلاف کچھ نہ کہے ' اور توحید کو زبان پر نہ لائے۔ ابوطالب نے آپؐ کو بلا کر سامنے بٹھایا ' اور کہا کہ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں غور سے سنو۔ قریش بدستور کہتے رہے ' اور تقریر ان الفاظ پر ختم کی:

> اگر نکاح کا خواہش مند ہو تو قریش کی متمول سے متمول اور حسین سے حسین عورت ہم تیرے نکاح میں دیں ' اگر دولت کی آرزو ہو تو مال و متاع ' نقد جائداد ' زمین ' مویشی جس قدر کہے ابھی حاضر کر دیں۔

جب ابوطالب نے بھی اس گروہ کی تائید کی ' تو حضورؐ اکرم نے خیال فرمایا کہ چچا ' جس نے میری پرورش کی ' میرا ساتھ چھوڑ رہے ہیں ' تو جواب دیا:

> اگر قریش آسمان سے چاند اور سورج لا کر میری گود میں بٹھا دیں تو بھی میں خدا کے احکام نہیں چھوڑ سکتا ' عورت کیسی اور دولت کیسی ' ضرورت صرف صداقت کی ہے جس کی طرف میں بلا رہا ہوں۔

ہمدردی کی آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں اور محبت سے لبریز دل تڑپتا ہوا بلبلاتا ہے' جب یہی دشمن مورخ اس پاک ذات کے متعلق جس نے زر و دولت کو ٹھکرا دیا ' عزت و اکرام کو لات مار دی ' ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ یہ واقعہ رحلت کے عرصہ دراز کا ہے کہ بی بی عائشہؓ ایک موقعہ پر کھانا کھا رہی تھیں اور آنکھ سے زاروقطار آنسو جاری تھے۔ ان سے رونے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا:

> خدا کے رسولؐ اور میرے شوہر جن پر نبوت ختم ہوئی' دنیا سے رخصت ہوئے ' مگر مجھ کو دنیا نے اجازت نہ دی کہ کبھی ایک وقت کی روٹی چھنے ہوئے آٹے کی کھلا دیتی ' آج یہ صاف روٹی میرے حلق میں پھنس رہی ہے اور جی چاہتا ہے کہ زندہ ہوتے تو پہلے ان کو کھلاتی اور پھر خود کھاتی۔

انصاف آقائے نامدار کے قدم چومتا ہے ' عقل نثار ہوتی ہے ' اور ایمان بآوازِ بلند کہتا ہے:

درود تجھ پر شفیعِ محشر رسولؐ تو ہے ' حبیب تو ہے

باغیچۂ دہر میں صبح وشام انواع واقسام کے پھول کھلتے اور مرجھاتے جاتے ہیں ' مگر زمین کا وہ قطعہ جس کی آغوش کسی خاص پھول سے بسی ' مدتوں رستہ چلتوں کے دماغ معطر کر دیتا ہے۔ قندیلِ فلک ' ہر چودھویں تاریخ کو پردۂ دنیا پر تمام رات جگمگا کر صبح کو جھلملاتی جاتی ہے ' مگر بزمِ شب کا وہ سماں ان دماغوں سے پوچھنا چاہیے جن کے دلوں سے اس کی یاد موت کے سوا دوسری طاقت جدا نہیں کر سکتی۔ مادر گیتی کے پیٹ سے لاتعداد انسان مرد اور عورت ظہور پذیر ہوئے ' مگر آمنہ کا لال اور خدیجہؓ کا شوہر وہ انسان تھا جس کے مقدس نام پر عقلِ سلیم بے ساختہ قربان ہوتی ہے۔

غیر کی گواہی

قیس بن سائب ' جو ایک دفعہ شریکِ تجارت تھا اور مسلمان بھی نہ ہوا تھا ' حالتِ کفر میں کہتا ہے :

> میں نے محمدؐ سے بہتر شریک نہیں دیکھا ' جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا اور نہ بدنیتی کی۔

حضرت انسؓ جو بچپن سے دمِ واپسیں تک غلامی کی حیثیت سے خدمتِ اقدس میں حاضر رہے' فرماتے ہیں :

> مجھے کبھی کوئی ایسا کام نہ بتایا جس میں خود شریک نہ ہوئے ہوں یا میری طاقت سے زیادہ ہو ' اور کسی کام کے بگڑنے پر غصہ نہ فرمایا۔

یہ شان کسی معمولی انسان کیا کسی نبی یا پیغمبر کی بھی نہیں ہو سکتی۔ زمین و آسمان کی آنکھیں صفاتِ انسانی کا یہ مجموعہ صرف ایک ذات میں دیکھ چکیں ' اس سے پہلے اور اس کے بعد اللہ کا نام تھا اور رہے گا۔

خاتم النبینؐ پر نبوت ہی ختم نہ تھی ' انسانیت بھی ختم تھی ' جوہرِ انسانیت چمک اور دمک گئے۔ اسی ایک ذات میں انسانیت کی تفسیر دکھا گئی اور بتا گئی ' وہی انسانی ہستی جس کے سامنے جلیل القدر شہنشاہ زمیں بوس ہوئے اور بڑے بڑے فرشتے جس کے دربار کے ادنیٰ غلام تھے۔

فاروقِ اعظمؓ جیسا بہادر ' جس کی خلافت نے ایک عالم میں اسلام کا ڈنکا بجا دیا' جس کے نام سے دنیا تھراتی تھی' دنیا سے رخصت ہو رہا ہے۔ خون کا فوارہ جاری ہے اور چند ساعت کا مہمان ہے ۔ اس ساعتِ آخر میں اس کی خواہش' اس کی آرزو' اس کا ارمان صرف یہ ہے کہ جسدِ خاکی سرورِ عالمؐ کے قدموں میں دفن ہو۔ ہزار ہا درود اور لاکھوں سلام اس ذاتِ پاک پر جو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ جیسی شخصیتیں پیدا کر گئی ' جن کے نام اعمال نامۂ حیات میں ہمیشہ زندہ

بقیہ ص صفحہ ۳۸